تعزیراتِ اسلام

از جناب مولانا بشیر احمد قاضی باغ - آزاد کشمیر

(۷)

قصاص

باب اوّل:- قصاصِ نفس، یعنی جان کے بدلے جان -

فصل اوّل:- قتل عمد، ـــــ قصاص کی تعریف اور اس کا ثبوت -

دفعہ ۱ | قتل کی تعریف -

ا - قتل سے مراد ـــــ کسی انسان کا ایسا فعل ہے جس سے انسان کی روح نکل جائے [۱]

ب - قتل عمد کی تعریف -

قتل عمد سے مراد ـــــ ایسا قتل ہے جو عمداً کسی ہتھیار سے کیا جائے یا کسی ایسی تیز چیز سے کیا جائے جو اعضاء کو کاٹنے اور جدا کرنے میں ہتھیار کے قائم مقام ہو [۲]-

ج - قصاص کی تعریف -

قصاص سے مراد ـــــ عمداً قتل کرنے یا عمداً زخم پہنچانے کی ایسی سزا ہے جس میں مساوات اور مماثلت ممکن ہو -

---

[۱] هو فعلٌ من العباد تزول به الحياة - البحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۸ - مطبوعہ دار المعرفۃ - بیروت -

[۲] هو ان يتعمد ضربه بسلاح وما يجري مجرى السلاح مما له حد يقطع و يجرح - البحر الرائق ص ۳۲۷ جلد ۸ مطبوعہ بیروت -

تشریحات

تشریح ۱ قتل ناحق کی حرمت کا ثبوت قرآن سے :

۱۔ جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو مگر حق پر (الانعام : ۱۵۱)

۲۔ اور نہ مارو اُس جان کو جس کو اللہ تعالیٰ) نے منع کیا ہے، مگر حق پر۔ اور جو مارا گیا ظلم سے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔ سو اُس کو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔

(الاسراء : ۳۳)

۳۔ اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کر دی اللہ نے مگر حق پر (یعنی جب کہ قتل کرنے کا کوئی شرعی سبب پایا جائے)۔ (الفرقان)

۴۔ اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا کہ جو شخص قتل کرے ایک جان کو، بلا عوض جان کے، یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں، تو گویا اُس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اُس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔ (مائدہ : ۳۲)

۵۔ اس کی حرمت حدیث سے :

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی الٰہ نہیں ہے اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں، سوائے اُس آدمی کے جس کے اندر تین صفات میں سے کوئی ایک پائی جائے۔ (۱) شادی شدہ ہوتے ہوئے اس نے زنا کیا ہو۔ (۲) کسی انسان کو ناحق قتل کیا ہو (۳) دینِ اسلام سے مرتد ہو گیا ہو[1]

۶۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا:

" بیشک تمہارا خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں (ایک دوسرے پر) حرام ہیں"[2]

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص کسی

---

[1] صحیح مسلم ص ۵۹ ج ۲ باب ما یباح بہ دم المسلم۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی۔

[2] ایضاً ص ۹۱ ج ۲۔

مومن کے قتل پہ ایک لفظ سے بھی امداد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہو گا کہ "آئس من رحمۃ اللہ" یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا ہے[۱]۔

۸۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ ہر گناہ کو شاید اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں۔ لیکن شرک پہ مرنے والے اور عمداً قتل کرنے والے کو معاف نہ کریں گے"[۲]

۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی ایک مسلمان کے قتل (ناحق) سے ہلکی چیز ہے۔

ایک روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے باشندے کسی مومن کے قتل ناحق میں شریک ہو جائیں تو ان سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کریں گے[۳]۔

قرآن وسنت کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ ناحق قتل کرنا حرام ہے۔

تشریح ۲۔ اقسامِ قتلِ ناحق۔

قتلِ ناحق کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ قتلِ عمد

۲۔ قتلِ شبہ عمد

۳۔ قتلِ خطاء

۴۔ قتل قائم مقام خطاء

۵۔ قتل بالسبب[۴]

درحقیقت قتل عمداً اور خطاءً دو طرح کا ہی ہے۔ لیکن عمد اور خطا میں نقصان کی وجہ سے باقی قسمیں بن جاتی ہیں۔

اور مقتول کے احوال کے اعتبار سے عمد اور خطاء کی کل آٹھ صورتیں بنتی ہیں۔ کیونکہ مقتول چار ہی قسم کے آدمیوں میں سے کسی قسم کا ہو گا۔ (۱) یا مومن ہے (۲) یا ذمی ہے (۳) یا مصالح ومستامن ہے (۴) یا حربی

۱۔ رواہ ابن ماجہ
۲۔ مشکوۃ کتاب القصاص ص ۳۰۲
۳۔ ابن ماجہ بحوالہ مظہری
۴۔ ہدایہ کتاب الجنایات۔

دشمن ہے۔ اور قتل بنیادی طور پر دو طرح کا ہے (یعنی عمداً و خطاءً)۔ پس اس اعتبار سے کل صورتیں آٹھ ہوئیں۔ (۱) مومن کا قتل عمد (۲) مومن کا قتل خطاء (۳) ذمی کا قتل عمد (۴) ذمی کا قتل خطاء (۵) مصالح و مستأمن کا قتل عمد (۶) مصالح و مستأمن کا قتل خطاء (۷) حربی (دشمن کا قتل عمد (۸) حربی کا قتل خطاء۔

ان اقسام کے احکام مناسب مقامات پر ذکر کیے جائیں گے۔ یہاں صرف اجمالی طور پر ان کے احکام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی صورت کا حکم سورۂ بقرہ میں مذکور ہے (یعنی قتل کے بدلے قتل)۔ دوسری صورت کا حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ (الیٰ قولہ) وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ (النساء) میں مذکور ہے۔ تیسری صورت کا حکم حدیث دارقطنی میں ہے کہ ذمی کے عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا (اخرجہ الزیلعی فی تخریج الھدایۃ)۔ چوتھی صورت کا حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ" میں موجود ہے۔ پانچویں صورت کا حکم سورۃ النساء کے رکوع فَمَا جَعَلَ اللهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا" میں مذکور ہے۔ چھٹی صورت کا حکم چوتھی صورت کے ساتھ مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے دائمی اور وقتی۔ پس ذمی اور مستأمن دونوں اس حکم میں آگئے۔ (درمختار کی کتاب الدیات کے شروع میں مستأمن کی دیت کے وجوب کی تصریح ہے۔ ساتویں اور آٹھویں صورت کا حکم خود جہاد کی مشروعیت سے ثابت ہے۔ کیونکہ جہاد میں حربی یعنی اہل حرب (برسر جنگ دشمن) قصداً قتل کیے جاتے ہیں اور خطاءً کا جواز اولیٰ ثابت ہوگا (ملخصاً از بیان القرآن۔ النساء)۔

تشریح ۳ - قصاص کا مفہوم۔

ا۔ قصاص کے لفظی معنی مماثلت کے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جتنا ظلم کسی نے دوسرے پر کیا ہے اتنا ہی بدلہ لینا دوسرے کے لیے جائز ہے، اس سے زیادتی کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ" یعنی تم اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے"۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ۔ (النحل) (ترجمہ) اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا ظلم تمہارے اوپر کیا گیا ہے۔

ان ہر دو آیات سے معلوم ہوا کہ قصاص اس سزا کا نام ہے جس کے اندر مماثلت پائی جائے۔

ب - قصاص میں مجرم اسی صورت میں قتل کیا جائے گا جب کہ اس نے جرم عمداً کیا ہو۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے مَنْ قُتِلَ عَمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ[1] یعنی جو عمداً قتل کیا گیا ہو اس کے بدلہ میں قصاص کی سزا ہے۔

تشریح ۴ - قصاص کا ثبوت۔

۱- قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اور نہ مارو اس جان کو جس کو اللہ (تعالیٰ) نے حرام کیا ہے مگر حق پر، اور جو مارا گیا ظلم سے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔ سو وہ قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرے"۔

(الاسراء : ۳۳)

۲- "اے ایمان والو! فرض ہوا تم پر (قصاص) برابری کرنا مقتولوں میں، آزاد کے بدلے آزاد، اور غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو تابعداری کرنی چاہیے موافق دستور کے۔ اور ادا کرنا چاہیے اس کو خوبی کے ساتھ۔ یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی۔ پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لیے ہے عذاب دردناک۔ اور تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقلمندو تاکہ تم بچتے رہو" (البقرہ : ۱۷۸، ۱۷۹)۔

۳- "اور ہم نے ان پر (یعنی یہود پر) اس (تورات) میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے، اور آنکھ بدلے آنکھ کے، اور ناک بدلے ناک کے، اور دانت بدلے دانت کے، اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اس (قصاص) کو معاف کر دے وہ (معاف کرنا) اس (معاف کرنے والے) کے لیے کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص خدا (تعالیٰ) کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو وہی ظالم ہے"۔

(المائدہ : ۴۵)

قرآن حکیم میں جو سابقہ شریعتوں کے احکام موجود ہیں ان کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر ہماری شریعت نے ان کو منسوخ کر دیا ہے تو وہ احکام ہمارے لیے قابل عمل نہیں ہوں گے ورنہ وہ ہمارے لیے واجب العمل ہوں گے۔[2]

---

[1] ابو داؤد باب عفو النساء عن الدم۔

[2] احکام القرآن ص ۱۳۵ جلد ۱ مطبوعہ بیروت۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ، فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" (سورہ الانعام: ۹۰)

یعنی وہ لوگ تھے جن کو ہدایت دی (اللہ تعالیٰ) نے سو تو چل اُن کی راہ پر،

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

"شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ" (سورہ الشوریٰ: ۱۳)

یعنی "راہ ڈال دی اللہ نے تمہارے لیے دین میں، وہی جو دیا تھا نوحؑ کو اور جو وحی کی تم پر اور جو ہدایت کی ہم نے ابراہیمؑ کو اور موسیٰ کو، اور عیسیٰ کو، یہ کہ قائم رکھو دین، اور پھوٹ نہ ڈالو اس میں"۔

لہٰذا جب قرآن میں پچھلی کتابوں کا حوالہ دے کر قصاص کا حکم دیا تو وہ منسوخ نہیں ہے بلکہ نافذ العمل ہے[1]۔

ایک شبہ کا ازالہ: سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت نمبر ۱۷۸، ۱۷۹ کو دیکھ کر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ عورت کو اگر کوئی مرد قتل کر دے یا غلام کو کوئی آزاد قتل کر دے تو قاتل سے قصاص ساقط ہوگا، اس لیے کہ قرآن مجید کی اسی آیت کے شروع میں "القصاص فی القتلیٰ" کا جملہ مذکور ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے، پھر اس کی وضاحت سورۂ مائدہ کی آیت سے مزید ہو جاتی ہے جس میں اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ کا جملہ مذکور ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نفس کے بدلے نفس کو قتل کیا جائے گا۔ اس میں کسی نفس کی تخصیص نہیں ہے۔ قاتل خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

شبہ کا منشا یہ ہے کہ آزاد کے بدلے آزاد، اور غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت کا ذکر ہے اور عورت کے بدلے مرد اور غلام کے بدلے آزاد کا ذکر موجود نہیں ہے۔ مگر یہ بات صرف اُس واقعہ کی بنا پر فرمائی گئی ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ،

---

[1] ولا نجد فی القرآن ولا فی السنۃ ما یوجب نسخ ذلک فوجب ان یکون حکما ثابتا علینا۔ احکام القرآن ص ۱۳۵ ج ۱۔

ابن کثیر نے ابن ابی الحاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ زمانہ اسلام سے کچھ پہلے دو عرب قبیلوں میں جنگ ہوگئی تھی جس میں طرفین کے بہت سے آدمی آزاد اور غلام عورتیں اور مرد قتل ہوگئے تھے۔ ابھی ان کے معاملے کا تصفیہ ہونے نہیں پایا تھا کہ اسلام کا دور آگیا۔ اور یہ دونوں قبیلے اسلام میں داخل ہوگئے۔ اسلام لانے کے بعد اپنے اپنے مقتولوں کا قصاص لینے کی گفتگو شروع ہوئی تو ایک قبیلہ جو قوت اور شوکت والا تھا اس نے کہا کہ ہم اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک ہمارے غلام کے بدلے تمہارا آزاد آدمی اور عورت کے بدلے مرد قتل نہ کیا جائے۔ ان کے اس جاہلانہ اور ظالمانہ مطالبے کی تردید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی والحرُّ بالحرّ والعبدُ بالعبد والانثی بالانثیٰ۔ جس کا حاصل اُن کے اس مطالبے کو رد کرنا تھا کہ غلام کے بدلے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے اگرچہ وہ قاتل نہ ہو۔

اسلام نے اپنا عادلانہ قانون یہ نافذ کردیا کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے۔ اگر عورت قاتل ہے تو کسی بے گناہ مرد کو اس کے بدلے میں قتل کرنا، یا قاتل اگر غلام ہے تو اس کے بدلے میں کسی بے گناہ آزاد کو قتل کرنا ظلم عظیم ہے جس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔[1]

---

[1] مکمل تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۹ جلد ۱ مطبوعہ حلب